الجزائر: یوسف قرضاوی کی خدمات حاصل کرلی گئیں

دہشت گرد حکومت سے قرضاوی کا تعاون

[شیخ یوسف قرضاوی اب ۱۹۷۸ء والے قرضاوی نہیں ہیں، ان کے افکار و خیالات میں ۱۹۷۹ء سے جو تغیرات برپا ہوئے اس کے بعد سے وہ سرسید، عبدہٗ، ڈاکٹر فضل الرحمان جیسے جدیدیت پسندوں کی صف میں شامل ہوگئے ہیں۔ بلکہ بہت سے مقامات پر ان جدیدیت پسندوں سے بھی آگے نکل گئے ہیں اور شیخ قرضاوی نے اطمینان قلب کے ساتھ مغرب سے مکمل مفاہمت اختیار کرلی ہے۔ اس کی وجہ مغربی فلسفے سے ناواقفیت اور سائنس کی چکا چوند و مسحور کن ایجادات کا سحر جس کے سامنے قرضاوی شکست کھا گئے۔ ساحل نے قرضاوی کی جدیدیت پسندی، مغربیت، اباحیت پر ان کی آراء، فتاویٰ پر اپریل ۲۰۰۵ء، اکتوبر ۲۰۰۵ء اور اگست ۲۰۰۶ء کے شماروں میں تفصیلی نقد کیا ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ شیخ قطر کے مفتی اعظم ہیں اور قطر خلیج میں سب سے بڑا امریکی اڈہ ہے۔ افغانستان کی جنگ کے موقع پر شیخ قرضاوی کا فتویٰ امت مسلمہ کے لیے نہایت صدمہ انگیز تھا جس میں انھوں نے مسلم امریکی سپاہیوں کو اجازت دی کہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے پر امریکی حملوں میں بلاتکلف حصہ لے سکتے ہیں خواہ یہ حملہ مقامات مقدسہ پر ہی کیوں نہ کیا جائے۔ قرضاوی صاحب مختلف مؤقف بدلتے رہتے ہیں۔ دنیا بھر میں وہ خودکش حملوں کے مخالف ہیں لیکن فلسطینی مجاہدین کے لیے انھیں جائز قرار دیتے ہیں۔ عرب قوم پرستی کے ذریعے وہ اسلام کو مغرب میں تحلیل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اسلام کو ایک عالمگیر دین کے بجائے تہذیبی پروجیکٹ اور مغرب کو اسلام کا تتمہ بہ الفاظ دیگر اسلام کو مغرب کا ضمیمہ سمجھتے ہیں۔ یہ عجیب المیہ ہے کہ عالم اسلام میں ہر جگہ جدیدیت پسند مفکرین و علماء تمام سامراجی قوتوں کے حلیف فرماں بردار اطاعت گزار اور وفا شعار خادم ہوتے ہیں۔ مفتی عبدہٗ، سرسید احمد خان، فضل الرحمان، جعفر شاہ پھلواری، ڈاکٹر منظور احمد، جاوید احمد غامدی جیسے مفکرین ہمیشہ برطانوی اور امریکی مقاصد و اہداف کی تکمیل کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ جدیدیت پسند مفکرین کا طرز عمل پورے عالم

اسلام میں دہشت گرد طاقتوں کے وفادار ترین حلیفوں کا رہتا ہے۔قرضاوی کے کردار پر''المجتمع'' کے کالم نگار کا تجزیہ ملاحظہ کیجیے، ساحل]

الجزائر کی اسلام پسند پارٹی جو عربی میں''جبهة الانقاذ الاسلامی''فرانسیسی میں Front Islamique du salut or FIS اور انگریزی میں National Liberation Front or FLN کہلاتی ہے، میں علی بلحاج کو پارٹی کے دوسرے نمبر کے قائد کی حیثیت حاصل ہوچکی ہے۔علی بلحاج، جن پر حکومت اور فرنٹ کی جانب سے سیاسی عمل میں حصہ لینے عام معاملات میں مداخلت اور ذرائع ابلاغیات کو بیانات جاری کرنے پر پابندی عائد کردی گئی تھی امتناع کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے پوری طرح سرگرم عمل نظر آرہے ہیں۔علی بلحاج نے فرانسیسی روزنامہ''لوموند'' کی جانب سے دی گئی دعوت کو قبول کرتے ہوئے اپنا انٹرویو شائع کرنے کی اجازت دی۔الجزائری سیاست کی پیچیدگیوں سے واقفیت رکھنے والے سیاسی تجزیہ نگاروں نے بلحاج کے اس اقدام کے تین اسباب بیان کیے ہیں۔

۱۔الجزائر کی موجود حکومت کے غیر قانونی ہونے کے تعلق سے اپنی رائے کو مزید پختگی عطا کرنا۔ جب حکومت ہی غیر قانونی متصور ہو تو پھر اسے کسی جماعت پر پابندی عائد کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔۲۔علی بلحاج کا یہ احساس کہ انتخابات کی صورت میں ان کی جماعت ویسے ہی کامیابی سے ہمکنار ہوگی جیسے ۱۹۹۱ء میں اسے کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ بلکہ علی بلحاج کو کامل یقین ہے کہ اگر ان کی جماعت کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت مل جاتی ہے تو نتائج لامحالہ اسی کے حق میں جائیں گے۔۳۔علی بلحاج کو اس بات کا خدشہ لاحق ہے کہ اگر''جبهة الانقاذ الاسلامی''میدان سے ہٹ جائے تو پھر لامحالہ ابوجرہ سلطانی کی پارٹی ''حرکۃ مجتمع المسلم''اسلام پسندوں کی حمایت حاصل کرنے میں سبقت لے جائے گی۔گذشتہ صدی کی ۸۰ کی دہائی میں ۴۹ سالہ علی بلحاج نے حکومت الجزائر کے لیے ایک پریشان کن شخصیت کے طور پر اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا تھا۔الجزائر کے دارالحکومت کی مختلف مساجد میں اپنے خطبات ومواعظ کے ذریعہ علی بلحاج نے حکومت کے خلاف زبردست مہم چھیڑ رکھی تھی۔الجزائر کی ہر حکومت کے خلاف چاہے وہ مغرب کی سرمایہ دارانہ نظام کے زیر نگرانی ہو یا سودیت یونین کے اشتراکی نظام سے متاثر۔علی بلحاج نے اپنے اشتعال انگیز طرز تخاطب کے ذریعہ عوام کو متحرک کرنے کی کوشش کی۔آخری لمحات میں اگر فوج حرکت میں نہ آتی تو قریب تھا کہ علی بلحاج کرسی صدارت پر متمکن ہوجاتے۔۱۹۹۱ء کے انتخابات میں علی بلحاج کی پارٹی''جبهة الانقاذ الاسلامی''کو زبردست کامیابی حاصل ہوئی تھی۔جنوری ۱۹۹۲ء کی فوجی مداخلت نے نتائج کو کالعدم قرار دے دیا جس کے بعد الجزائر ایک ایسی جنگ کی آگ کی لپیٹ میں آیا جسے الجزائری باشندے ''گندی وتاریک جنگ'' کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔اس جنگ نے''جبهة الانقاذ الاسلامی''کے سید عباس مدنی اور ان کے دست راست علی بلحاج کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا جہاں ان دونوں کو

''الصحر االکبری'' کے قید خانوں میں اٹھارہ سال کا طویل عرصہ گزارنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔ بالآخرعباس مدنی دوحہ قطر میں جلاوطنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئے لیکن علی بلحاج نے ساری مشکلات کو سہتے ہوئے وطن میں رہنے کو ترجیح دی۔ الجزائری فوج کی پروا کیے بغیر علی بلحاج نے حکومت کے خلاف عوام کو متحرک کرنے کی اپنی کاوشیں جاری رکھیں۔ انہوں نے فوج کی جانب سے خود پر عائد کی گئی پابندیوں کی کبھی پرواہ نہ کی۔

شیخ قرضاوی کی الجزائر آمد: مقاصد؟

الجزائر کی فوجی حکومت نے اپنے استحکام کے سلسلے میں اور ملک میں امن وسلامتی کے فروغ کے لیے قطر کے مفتی اعظم معروف اسلامی مفکر شیخ یوسف القرضاوی کو الجزائر مدعو کیا گیا تا کہ وہ حکومت اور اسلام پسندوں کے درمیان سمجھوتہ کروا کر صدر بوتفلیقہ کی حمایت کے لیے راہ ہموار کریں۔ اس موقع پر جس ہال میں شیخ یوسف القرضاوی کا پروگرام منعقد کیا گیا تھا، علی بلحاج نے اس میں گھس کر شیخ یوسف القرضاوی کو مدعو کرنے کے حکومتی اقدام کے خلاف اپنے مذمتی موقف کے اعادہ کی کوشش کی تھی۔ اس لیے کہ علی بلحاج کی نگاہ میں مصری شیخ یوسف القرضاوی کو الجزائر میں کیا کچھ ہورہا ہے، اس سے مکمل طور سے واقفیت نہیں ہے۔ علی بلحاج شیخ یوسف القرضاوی کی آمد کے اس لیے بھی مخالف تھے کہ شیخ یوسف القرضاوی اس بات کو درست نہیں سمجھتے کہ مسلح عناصر خود کے لیے اسلام، قرآن اور سنت کی تعبیرات استعمال کریں۔ [واضح رہے کہ شیخ قرضاوی فلسطینیوں کی عسکری جدو جہد، خودکش حملوں کو جائز سمجھتے ہیں اور اس معاملے میں مکمل طور پر ان کے ہم نوا ہیں لیکن الجزائر کے معاملے میں ان کا مؤقف بالکل مختلف ہے وہ اسلامک فرنٹ کو غلطی پر سمجھتے ہیں اور الجزائر کی مغرب نواز آمر جابر اور قاتل حکومت کی حمایت کرتے ہیں، ساحل] بلکہ شیخ یوسف القرضاوی چاہتے ہیں کہ اسلام پسند عناصر پہاڑوں سے اتر کر آبادی میں آئیں اور خود کو ملکی معاشرہ کے دھارے میں شامل کریں۔ الجزائر کے دورہ کے موقع پر شیخ القرضاوی نے ان خیالات کا اظہار بھی کیا تھا۔ شیخ یوسف القرضاوی کے پروگرام کے موقع پر جب علی بلحاج نے ہال میں گھسنے کی کوشش کی تو امن سلامتی فوج نے انہیں کچھ دیر کے لیے گرفتار کرلیا۔ لیکن چند گھنٹوں کی حفاظتی حراست کے بعد انھیں رہا کردیا گیا۔

[قارئین یاد رکھیں کہ افغانستان پر امریکی حملے کے وقت جب مسلم امریکی سپاہیوں نے قرضاوی صاحب سے فتویٰ مانگا تو سامراج کے کارندے قرضاوی صاحب نے بلا تکلف اور بلاتردد اور بلاتخصیص یہ فتوی جاری کیا کہ امریکی فوج میں شامل مسلم امریکی سپاہی بلا اکراہ امریکہ کے تمام حملوں میں حصہ لے سکتے ہیں۔ انھیں آزادی، دہشت گردی کے خاتمے اور اعلیٰ اقدار کے تحفظ کے لیے دنیا بھر میں امریکہ کے تمام حملوں میں بلاتخصیص شرکت کرنا چاہیے، اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو انھیں اور امریکہ میں آباد مسلمانوں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یوسف قرضاوی کا یہ فتویٰ اور ان کے ملحدانہ افکار کی تفصیل اکتوبر ۲۰۰۵ء کے ساحل میں دیکھی جاسکتی ہے، ساحل]